حضرت امیر شریعت کا قول

جب تک کتیا (زبان) بھونکتی تھی سارا برصغیر ہندو پاک ارادت مند تھا صفحہ 436

حیاتِ امیرِ شریعت رحمۃ اللہ علیہ

گذشتہ ربع صدی کی سیاسی اور مذہبی تحریکات کے

پس منظر میں

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری (رحمۃ اللہ علیہ)

کی پہلی مکمل اور مستند

سوانح حیات

ناشر	خالد سعید جانباز
پبلشر	مکتبہ تبصرہ لاہور
طابع	چٹان پریس لاہور
کتابت	مقصود احمد
تعداد	ایک ہزار

محکمہ تعلیم مغربی پاکستان سے سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ

نمبر سی ڈی / ایجوکیشن / ۱۲ — ۲۸ / ۶۷

مورخہ ۷ جنوری ۱۹۷۰ء

قیمت ۲۵/ روپے

تھے انھی دنوں مرزائیوں نے بعض ایسی کتب شائع کیں جن میں آریہ سماج کے بانی سوامی
دیانند کی زندگی پر رکیک حملے کیے جس کے جواب میں آریہ سماج نے قادیانیوں کی بجائے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو ہدفِ تنقید بنایا - آریہ سماج اور قادیانیوں کی ان
مقابلے کی عبارتوں نے طرفین میں جلتی پر تیل چھڑکا اور حالات بد سے بدتر ہو گئے۔

آخر ہندوستان کے علمائے نے حکومت سے آریہ سماج کی کتب کی ضبطی کا مطالبہ کیا تو ساتھ
ہی مرزائیوں کی کتب کا از سرِ نو مطالعہ کر کے حسب ذیل فتویٰ دیا۔

"مرزا غلام احمد قادیانی نے علی الاعلان دعویٰ نبوت کیا اور دیگر انبیاء کرام
کی توہین کی ہے۔ نیز بعض کو گالیاں دیں اور بعض ایسے دعوے کیے کہ جن کی
بنا پر وہ خود کافر ہو کر مرا اور اسی طرح اس کے ماننے والے بھی کافر اور مرتد
ہیں۔ لہٰذا ان (مرزائیوں) سے ہر قسم کا قطع تعلق کیا جائے، خواہ وہ دنیوی
ہو یا دینی"

امرتسر — رسالہ "الفیض" ایڈیٹر مولانا محمد داؤد
۱۹۲۵ء — پسر مولانا نور احمد

اس پر شاہ جی کے علاوہ اڑھائی سو سے زائد علماء نے دستخط کیے، جن میں علمائے
فرنگی محل، علمائے دیوبند، علمائے بریلوی قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۲۰ء کے بعد یہ دوسرا موقع
تھا کہ شاہ جی نے مرزائیت کے خلاف اپنے دلی احساسات کھلم کھلا اجاگر کر کے مرزائیوں
کو بھی اپنے دشمنوں کی صف میں شامل کر لیا۔

پنجاب کے پیروں سے ٹکر

پنجاب کے بعض روحانی پیشواؤں کی گزشتہ تاریخ
اس قدر میلی ہے کہ اس کے گندے چھینٹے مذہب
کی پاک اور صاف چادر کو بھی داغدار کر گئے۔ بزرگانِ دین کے مزارات پر بیٹھ کر ان مفتوں نے
نہ صرف اسلام کی متعین راہوں کے درمیان گڑھے کھود دیے بلکہ دنیوی جاہ و حشمت کے لیے

اپنے درباروں کی رونق بھی کفر سے مستعار لی۔ اپنے طرۂ دستار کی جوانی ترکوں کے خون سے قائم رکھی۔ اس کے پیچ و خم میں عرب کے یتیم اور معصوم بچوں کی آہ و بکا زینت بنی۔ ان کی دعائیں اور تعویذ ہمیشہ کفر کے ساتھ رہے۔

مقاماتِ مقدسہ کی بربادی، جزیرۃ العرب پر برطانیہ کا بالواسطہ قبضہ اور خلافت اسلامیہ کی تباہی کے بعد ۱۹۱۸ء میں جب انگریز کو فتح ہوئی اور وہ بغداد کی گلیوں اور قسطنطنیہ کے بازاروں میں محو رقص تھا ان دنوں پنجاب کے پیرانِ عظام نے لاہور میں غیر سرکاری دربار کے موقع پر جس میں پنجاب کے گورنر مسٹر ایڈوائر[1] اور لیڈی ایڈوائر کو مہمانِ خصوصی کے طور پر شمولیت کی دعوت دی گئی تھی حسب ذیل سپاسنامہ گورنر اور لیڈی گورنر کو پیش کیا گیا۔

سپاسنامہ | بحضور نواب ہز آنر سر مائیکل فرانسس ایڈوائر جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ایس گورنر بہادر پنجاب۔

حضور والا! ہم خادم الفقراء سجادہ نشینان و علماء مع متعلقین شرکائے حاضر الوقت مغربی حصہ پنجاب نہایت ادب و عجز و انکسار سے یہ ایڈریس لے کر خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے ہیں اور ہمیں یقین کامل ہے کہ حضور انور جن کی ذات عالی صفات میں قدرت نے دلجوئی، ذرہ نوازی اور انصاف پسندی کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے ہم خاکسارانِ باوفا کے اظہار دل کو توجہ سے سماعت فرما کر ہمارے کلاہ فخر کو چار چاند لگا دیں گے۔

سب سے پہلے ہم ایک دفعہ پھر حضور والا کو مبارکباد کہتے ہیں کہ جس عالمگیر اور خوفناک جنگ کا آغاز حضور کے عہد حکومت میں ہوا، اس نے حضور ہی کے زمانے میں بخیر و خوبی انجام پایا اور یہ بابرکت و با حشمت سلطنت جس پر پہلے بھی کبھی سورج غروب نہیں ہوتا تھا اب آگے سے زیادہ روشن اور اعلیٰ عظمت کے

---

[1] مسٹر ایڈوائر وہی ہیں جن کے حکم سے اپریل ۱۹۱۹ء میں جلیانوالہ باغ میں گولی چلائی گئی تھی۔

ساتھ جنگ سے فارغ ہوئی۔ جیسا کہ شہنشاہ معظم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے واقعی برطانوی تلوار اس وقت نیام میں داخل ہوئی جب دنیا کی آزادی امن وامان اور چھوٹی چھوٹی قوموں کی بہبودی مکمل طور پر حاصل ہو کر بالآخر سچائی کا بول بالا ہو گیا۔

حضور کا زمانہ ایک نہایت نازک زمانہ تھا اور پنجاب کی خوش قسمتی تھی کہ اس کی عنانِ حکومت اس زمانہ میں حضور جیسے صاحبِ استقلال، بیدار مغز عالی دماغ حاکم کے مضبوط ہاتھوں میں رہی جس نے نہ صرف اندرونی امن ہی قائم رکھا، بلکہ حضور کی دانشمندانہ رہنمائی میں پنجاب نے اپنا ایثار، وفاداری اور جانثاری کا وہ ثبوت دیا جس سے شمشیرِ سلطنت کا قابل فخر وعزت لقب پایا۔ بھرتی کا عروج صلیب احمر کی اعجاز دست گیری، قیامِ امن کی تدبیر، تعلیم کی ترقی سب حضور کی بدولت ہمیں حاصل ہوئیں۔ حضور ہی ہیں کہ جنہوں نے ہر موقع ہر وقت پنجاب کی خدمات وحقوق پر زور دیا۔ صرف جناب والا کو ہی ہماری بہبودی مطلوب نہ تھی بلکہ صلیب احمر نسواں کے نیک کام میں حضور کی ہمدم وہمراز جنابہ لیڈی ایڈوائر صاحبہ نے جن کو ہم مروت کی زندہ تصویر سمجھتے ہیں، ہمارا ہاتھ بٹایا اور ہندوستانی مستورات پر احسان کر کے ثوابِ دارین حاصل کیا۔ ہماری ادب سے التجا ہے کہ ہمارا دلی شکریہ قبول فرمائیں۔

حضور انور! جس وقت ہم اپنی آزادیوں کی طرف خیال کرتے ہیں جو ہمیں سلطنت برطانیہ کی طفیل حاصل ہوئی ہیں، جب ہم ان دخانی جہازوں کو سطح سمندر پر اٹھکیلیاں کرتے دیکھتے ہیں، جن کی طفیل ہمیں اس مہیب جنگ میں امن وامان حاصل رہا، جب ہم تار برقی کے کرشموں پر علی گڑھ و اسلامیہ کالج لاہور، پشاور جیسے اسلامی کالجوں اور دیگر قومی درسگاہوں پر نظر ڈالتے ہیں اور پھر جب ہم

بے نظیر برطانوی انصاف کو دیکھتے ہیں، جس کی حکومت میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پی رہے ہیں تو پھر ہر طرف احسان ہی احسان دکھائی دے رہا ہے۔

بہشت آں جا کہ آزارے نہ باشد
کسے را با کسے کارے نہ باشد

باوجود فوجی قانون کے جو، خود فتنہ پردازوں کی شرارت کا نتیجہ تھا۔ مسلمانوں کے مذہبی احساس کا ہر طرح سے لحاظ رکھا گیا۔ شب برات کے موقع پر انہیں خاص رعائتیں دیں ۔ رمضان مبارک کے واسطے حالانکہ اہل اسلام کی درخواست یہ تھی کہ فوجی قانون ساڑھے گیارہ بجے شب سے دو بجے تک مسدود کیا جائے لیکن حکام سرکار نے یہ وقت بارہ بجے سے دو بجے کر دیا۔ مسجد شاہی جو فی الاصل قلعہ سے متعلق تھی، جو ابتدائی عمل داری سرکار ہی میں واگزار ہوئی تھی، اہالیانِ لاہور نے اس مقدس جگہ کو ناجائز سیاسی امور کے واسطے استعمال کیا۔ جس پر متولیانِ مسجد نے جو خود مفسدہ پردازوں کو روک نہیں سکتے تھے، سرکار سے مدد چاہی۔ یہی وجہ تھی کہ سرکار نے ایسا ناجائز استعمال بند کر دیا۔ ہم تہ دل سے مشکور ہیں کہ حضور والا نے پھر اس کو واگزار کر دیا ہے۔

سرکار نے حج کے متعلق جو مہربانی کی ہے اس سے ہم نا آشنا نہیں اور مشکور ہیں۔ ہم سچ عرض کرتے ہیں کہ جو برکات ہمیں اس سلطنت کی بدولت حاصل ہوئیں اگر ہمیں عمر خضر بھی نصیب ہو تو بھی ہم ان احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔ ہندوستان کے لیے سلطنت برطانیہ ابر رحمت کی طرح نازل ہوئی اور ہمارے ایک بزرگ نے جس نے پہلے زمانے کی خانہ جنگیاں اور بدامنیاں اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں اس سلطنت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے

ہوئیں بدنظمیاں سب دور انگریزی عمل آیا
بجا آیا، بہ استحقاق آیا، بر محل آیا

ہم وہ احسان کبھی نہیں بھول سکتے جب ترکوں نے ہمارے مشورے کے خلاف کوتاہ اندیشی سے دشمنوں کی رفاقت اختیار کی تو ہمارے شہنشاہ نے ازراہِ کرم ہم کو یقین دلایا کہ ہمارے مقدس مقامات کی حرمت میں سرِمُو فرق نہیں آئے گا۔ اس الطافِ خسروانہ نے ہماری وفا میں نئی روح پھونک دی۔ ھَلْ جَزَاءُ الاحسان اِلّا الاحسان (احسان کا بدلہ احسان کے سوا نہیں ہے)

ہم ان احسانوں کو کبھی نہیں بھول سکتے۔ اب اس جنگ کے خاتمے پر صلح کانفرنس سلطنتِ ترکیہ کی نسبت جلد فیصلہ ہونے والا ہے۔ ممکن ہے یہ فیصلہ مسلمانوں کی امیدوں کے برخلاف ہو لیکن ہم بخوبی جانتے ہیں کہ اس فیصلہ میں سرکارِ برطانیہ اکیلی مختار کار نہیں ہے بلکہ بہت سی طاقتوں کا بھی اس میں ہاتھ ہے۔ شہنشاہِ معظم کے وزراء جو کوششیں ترکی کے حق میں کرتے رہے ہیں ہم اس کے واسطے سے ان کے بہر حال مشکور ہیں۔ یہ امر مسلّمہ ہے کہ یہ جنگ مذہبی اغراض پر مبنی نہ تھی اور اپنے اپنے عمل کا اور اس کے نتائج کا ہر ایک ذمہ دار ہے۔

رموزِ مملکت خویش خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

مگر ہمیں پوری توقع ہے کہ ہماری گورنمنٹ اس بات کا خیال رکھے گی کہ مقاماتِ مقدسہ کا اندرونی نظم و نسق مسلمانوں ہی کے ہاتھوں میں رہے اور ہم حضور سے درخواست کرتے ہیں کہ جب حضور وطن کو تشریف لے جائیں تو اس نامور تاجدارِ ہندوستان کو یقین دلائیں کہ چاہے کیسا ہی انقلاب کیوں نہ ہو ہماری وفاداری میں سرِمُو فرق نہ آیا ہے اور نہ آسکتا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ہم اور ہمارے پیروان اور مریدان فوجی وغیرہ جن پر سرکارِ برطانیہ کے بے شمار احسانات ہیں ہمیشہ سرکار کے حلقہ بگوش اور جاں نثار رہیں گے۔

ہمیں نہایت رنج وافسوس ہے کہ ناتجربہ کار نوجوان امیر امان اللہ خاں والئی کابل نے کسی غلط مشورے سے عہد ناموں کے اور اپنے باپ دادا کے طرزِ عمل کی خلاف ورزی کر کے خداوند تعالیٰ کے صریح حکم

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا — یعنی وعدے کا ایفا کرو۔ ضرور وعدے کے متعلق پوچھا جائے گا۔

کی نافرمانی کی۔ ہم جناب والا کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم امیر امان اللہ کے اس طرزِ عمل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ہم اہالیانِ پنجاب احمد شاہ کے حملوں اور نادر شاہی قتل و غارت گری کو نہیں بھول سکتے۔ ہم اس غلط اعلان کی جس میں اس نے سراسر خلافِ واقعہ لکھا ہے کہ اس سلطنت کی مذہبی آزادی میں خدانخواستہ رکاوٹ واقع ہوئی تردید کرتے ہیں۔ امیر امان اللہ خاں کا خاندان سرکارِ انگلشیہ کی بدولت بنا اور اس کی احسان فراموشی کفرانِ نعمت سے کم نہیں۔

ہم کو ان کوتاہ اندیش دشمنانِ ملک پر بھی سخت افسوس ہے جن کی سازش سے تمام ملک میں بدامنی پھیل گئی اور جنہوں نے اپنی حرکاتِ ناشائستہ سے پنجاب کے نیک نام پر دھبہ لگایا۔ مقابلہ آخر مقابلہ ہی ہے اور کبھی خوش نہیں رہ سکتا۔ یہ حضورِ والا ہی کا زبردست ہاتھ تھا جس نے بے چینی و بدامنی کا اپنے حُسنِ تدبّر سے فی الفور قلع قمع کر دیا۔ ان بدبختوں سے ازراہِ بدبختی فاش غلطیاں سرزد ہوئیں لیکن حضور ابرِ رحمت ہیں اور ابرِ رحمت زرخیز اور شور زمین دونوں پر یکساں برستا ہے۔ ہم حضور کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان گمراہ لوگوں کی مجنونانہ و جاہلانہ حرکات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے قرآن کریم میں بھی تلقین کی گئی ہے۔ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ۔ یعنی دنیا میں فساد

اور بدامنی مت پیدا کرو اور اِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ہ یعنی بے شک خدا فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

حضورِ انور! اگرچہ آپ کی مفارقت کا ہمیں کمال رنج ہے ؎

سرِ غم سے کچھے کیوں نہ سردار ہمارا
لو ہم سے چھٹا جاتا ہے سردار ہمارا

لیکن ساتھ ہی ہماری خوش نصیبی ہے کہ حضور کے جانشین سر ایڈورڈ میکلیگن باقابہم جن کے نام نامی سے پنجاب کا بچہ بچہ واقف ہے، جن کا حسن اخلاق رعایا نوازی میں شہرہ آفاق ہے۔ جو ہمارے لیے حضور کے پورے نعم البدل ہیں۔ ہم ان کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں اور ان کی خدمت میں یقین دلاتے ہیں کہ ہم مثل سابق اپنی عقیدت و وفاداری کا ثبوت دیتے رہیں گے۔

حضور اب وطن کو تشریف لے جانے والے ہیں۔ ہم دعاگویان جنابِ باری میں دعا کرتے ہیں کہ حضور مع لیڈی صاحبہ و جمیع متعلقین مع الخیر اپنے پیارے وطن پہنچیں، تا دیر سلامت رہیں اور وہاں جا کر ہم کو دل سے نہ اتار دیں۔ ؎ ایں دعا از ما و از جملہ جہاں آمین باد

المستدعیان

مخدوم حسن بخش قریشی، مخدوم غلام قاسم سجادہ نشین خانقاہ، مخدوم شیخ محمد، نواب حسن، مخدوم سید حسن علی، سید ریاض الدین شاہ، پیر غلام عباس شاہ، دیوان سید محمد پاکپتن، خان بہادر مخدوم حسن بخش آف ملتان، مخدوم صدر الدین شاہ آف ملتان، میاں نور احمد سجادہ نشین، پیر محمد رشید، شیخ شہاب الدین، خان بہادر شیخ احمد، سید محمد حسین شاہ شیر گڑھ ضلع منٹگمری، مخدوم شیخ محمد راجو آف ملتان، دیوان محمد غوث، محمد مہر علی شاہ جلالپور، پیر محمد خضر حیات شاہ، صاحبزادہ محمد سعد اللہ آف سیال شریف، سید غلام محی الدین خلف الرشید سید مہر علی شاہ آف گولڑہ شریف، سید قطب علی

شاہ آف ملتان، پیر چراغ علی آف ملتان، پیر ناصر الدین شاہ آف شاہ پور، پیر غلام احمد شاہ آف شاہ پور، مخدوم غلام قاسم سجادہ نشین، سید نوازش حسین شاہ آف شیر گڑھ ضلع منٹگمری، مولوی غلام محمد خادم گولڑہ شریف، سید فدا حسین ضلع کیمبل پور، محمد اکبر شاہ آف شیر شاہ ملتان، غلام قاسم شاہ آف شیر شاہ ملتان، مولوی سید زین العابدین شاہ آف ملتان، پیر چراغ شاہ کوٹ سدھانہ جھنگ، محبوب عالم خادم گولڑہ شریف، منشی حیات محمد گولڑہ شریف، برہان الدین خادم گولڑہ شریف۔

۱۹۲۶ء میں جب پنجاب خلافت کمیٹی نے ڈاکٹر محمد عالم کو اپنے ٹکٹ پر پنجاب اسمبلی کے لیے ملتان کے حلقے سے نامزد کیا تو اس سلسلہ میں شاہ جی کو پہلی دفعہ ملتان جانے کا موقع ملا۔ اہالیانِ شہر نے مندرجہ بالا سپاسنامہ شاہ جی کو دکھایا، جسے پڑھ کر شاہ جی کو بے حد صدمہ ہوا۔ دنیا کی روحانی اصلاح کرنے والے کافر حکومت کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ چنانچہ باغ لنگے خاں میں مسلسل تین دن اسی سپاسنامے کے ساتھ ساتھ پیرانِ عظام سے کہا:۔

> "اے پیرانِ طریقت! یہ سپاسنامہ فرنگی کے حضور پیش کر کے آپ نے اپنے آباؤ اجداد کی تعلیم، ان کے اصول، ان کی روحانی زندگی پر وہ کالک مل دی ہے کہ قیامت تک یہ داغ نہیں دھویا جا سکتا اور نہ یہ سیاہی مٹ سکتی ہے۔
>
> اگر میں ابن سعود کی حمایت کروں تو کافر اور تم ترکوں کے قتل پر دستخط کرو تو مومن، تم فتح بغداد پر چراغاں کرو تو مسلمان اور میں فرنگی سے آزادی کے لیے لڑوں تو مجرم۔ تمہارے تعویذ، تمہاری دعائیں کافر کی فتح کی آرزومند رہیں اور میں سلطنت برطانیہ کی بنیاد اکھاڑنے کے درپے رہا۔ تم نے انسانوں سے زیادہ کتے اور سوروں کی قدر کی اور گناہ کو ثواب کا درجہ دیا۔ تمہاری قبائیں خونِ مسلم سے داغدار ہیں۔
>
> اے دُم بریدہ سگانِ برطانیہ! صُورِ اسرافیل کا انتظار کرو کہ تمہاری فردِ جرم تمہارے سامنے لائی جائے اور تم اپنے نامۂ اعمال کو ندامت کے

آئینے میں دیکھ سکو۔

تمہاری تسبیح کا ایک ایک دانہ تمہارے فریب کا آئینہ دار ہے۔ تمہاری دستار کے پیچ و خم میں ہزاروں پاپ جنم لیتے ہیں اور تم انہیں دیکھتے ہو مگر تمہاری زبانیں گنگ ہیں کہ ان کی موت پر آنسو تک نہیں بہتے۔ وقت کا انتظار کرو کہ شاید تمہاری پیشانیوں کے محراب کی سیاہی تمہارے چہروں کو مسخ کر دے اور تمہارا زہد و تقویٰ ہی تمہاری رسوائی کا باعث بن جائے۔

پھر شاہ جی نے لنگے خاں کے باغ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اس باغ کے گل بوٹے گواہ رہیں کہ میں نے تین دن کی مسلسل تقریروں سے باغیانِ قوم و وطن کے فریب سے بنی نوع انسان کو آگاہ کر دیا ہے۔ باغ کی رونقیں میری گفتگو کو اپنے دامن میں محفوظ کر لیں، شاید قیامت کے دن میں اپنی نجات کے لیے ان سے طلب کروں۔

اے بادِ بہاری کے خوشگوار جھونکو! شہادت دینا کہ میں نے اہلِ ملتان کے سامنے حق و باطل کے درمیان دیوار کی نشاندہی کر دی ہے۔

ڈاکٹر محمد عالم دوٹوں کی کافی اکثریت سے پنجاب اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ ان تقریروں سے شاہ جی نے ملتان میں اپنا ایک حلقہ پیدا کیا اور دوستوں کی خاصی تعداد ان کے گرد جمع ہو گئی۔ لیکن دوسری طرف پنجاب کے پیروں نے لڑائی کی نیو اٹھائی۔ حالانکہ اس بیان نامے کے نیچے شاہ جی کے روحانی پیشوا حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے صاحبزادہ کے دستخط تھے لیکن برطانوی استعمار سے نفرت کے باعث شاہ جی نے اپنی عقیدت کی یہ رسی بھی توڑ دی۔

زمانہ اپنے ساتھ نہ چلنے والوں سے ہمیشہ دور رہا اور خفا بھی۔ پہاڑوں کی بلندیاں اور سمندر کی گہرائیاں اپنے وفاق سے ان لوگوں کی منزل روکتی رہیں، جنھوں نے وقت اور زمانے